4۔ دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ

غزل نمبر #1

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
دائم	ہمیشہ، مستقل	حرفِ مکرر	غلطی سے دوبارہ لکھا ہوا لفظ
لعل و مزد	قیمتی اور خوش نما پتھر	بھرم کھلنا	راز کھلنا، اعتبار اُٹھنا
قدم بوسی	قدم چومنا، انتہائی احرام کا اظہار کرنا	طرۂ پُرپیچ وخم	خم دار بڑی پگڑی جو عمارت کی نشانی سمجھی جاتی ہے
خستگی	زخمی ہونا، شکستہ حالی	تیغِ ستم	ظلموں کی تلوار

اشعار کی تشریح:

شعر نمبر۔ 1

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں　　　خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں

تشریح:

اس شعر میں مرزا غالبؔ اپنے محبوب کا ہمسفر بننے کے لیے شدید خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔شاعر اس شعر میں کہتا ہے کہ میری اوقات اس پتھر سے بھی بدتر ہے جو تیری گلی کے کسی کونے میں پڑا ہوا ہے۔ شاعر کہتا ہے میں ایسی زندگی پہ لعنت بھیجتا ہوں جو تیری گلی میں پڑے ہوئے پتھر سے بھی بدتر ہے۔ کاش میں اپنے محبوب کے دروازے پہ پڑا ہوا پتھر ہوتا تاکہ میں اسی بہانے روز اپنے محبوب کی قدم بوسی کرنے

کا شرف حاصل کرتا۔ شاعر کہتا ہے اے محبوب میں تیری گلی میں گردش مدام میں رہتا ہوں۔ کہ شاید تجھے مجھ پہ رحم آجائے لیکن تو اتنا ظالم ہے کہ تو میری محبت کی کوئی قیمت نہیں لگاتا اور ہمیشہ مجھ پر ظلموں کے پہاڑ گراتا رہتا ہے۔

شعر نمبر۔2

کیوں گردشِ مُدام سے گھبرا نہ جائے دل　　　انسان ہوں،پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

تشریح:

مرزا غالبؔ اس شعر میں محبوب سے ملنے والی مسلسل تکلیفوں کا شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری زندگی میں سکون سے بیٹھنا نہیں لکھا ہوا۔ میں متواتر تکلیف برداشت کرکر کے بیزار ہو چکا ہوں۔ ایسی حالت میں ان تکلیفوں سے گھبرا جانا ایک قدرتی عمل ہے۔ شاعر کہتا ہے میں بھی انسان ہوں میرے اندر بھی دل موجود ہے اور میرا دل جذبات سے بھرا ہوا ہے۔ شاعر کہتا ہے میں کوئی مٹی کا پیالہ یا شیشے کا بنا ہوا برتن نہیں ہوں کہ مجھے ان تکلیفوں کا احساس نہ ہو۔ شراب کا پیالہ پورے شراب خانے میں گردش کرتا ہے۔ ٹھوکریں کھاتا ہے پر اسے کچھ نہیں ہوتا کیوں کہ وہ ایک بے جان شے ہے۔ غالبؔ اس بات سے ایک خاص نکتہ پیدا کرتا ہے کہ میں انسان ہوں اپنے دل میں احساس رکھتا ہوں۔ میرا دل گوشت پوست کا بنا ہے اسی لیے حالات سے گھبرا جانا فطری عمل ہے۔

شعر نمبر۔3

یا رب! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیے　　　لوحِ جہاں پہ حروف مکّرر نہیں ہوں میں

تشریح:

مرزا غالبؔ اس شعر میں زمانے والوں سے شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ زمانہ میرے خلاف ہے اور مجھے ختم کرنے پہ تُلا ہو ہے۔ یااللہ یہ زمانے والے کیوں نہیں سمجھتے کہ میرے جیسا شاعر باربار اس دنیا میں پیدا نہیں ہوتا۔ یہ لوگ میری قدر نہیں کرتے شاعر کہتا ہے کہ مجھ جیسا شاعر صدیوں میں ایک بار ہوتا ہے۔ لیکن زمانے کے لوگ مجھے زاید حرف سمجھ کر زمانے کی تختی سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں معلوم نہیں کہ میں وہ لفظ نہیں کہ جو باربار لکھا جا سکوں۔ یہ لوگ میری قدرو قیمت سے آگاہ نہیں۔ ان لوگوں کو کھوٹے اور کھرے کی پہچان نہیں ہے۔ اسی لیے یہ لوگ میری مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں اور میرا وجود ان سے برداشت نہیں ہورہا۔ شاعر کہتا ہے جب میں اس دنیا سے کنارہ کرجاوں گا تو اس دنیا کے انسانوں کو میری قیمت کا اندازہ ہوگا۔

شعر نمبر۔4

حد چاہیے سزا میں،عُقُوبت کے واسطے　　　آخر گنہگار ہوں،کافر نہیں ہوں میں

تشریح:

اس شعر میں مرزا غالبؔ سزا اور جزا جیسے اہم نقاط کو شریعت کی رُو سے۔بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر جرم کی ایک سزا مقرر کردی گی ہے۔ جہاں تک اسلامی قانون کا تعلق ہے اس میں سوائے منکرین کے جو اللہ تعالی کے انکاری ہیں صرف وہ دائمی سزا کے مستحق ہوں گے۔ باقی تمام مسلمان اپنی سزا بھگت کر عذاب الہی سے چھٹکارا پاییں گے۔ شاعر کہتا ہے کہ میں تو مسلسل عذاب سے گزر رہا ہوں تو میری سزا کیوں نہیں ختم ہورہی۔ شاعر کہتا ہے کہ میں نے فقط عشق کیا اور مجھے اسکی سزا بھگتنی پڑرہی ہے۔ میں کوئی

خدا کا منکر تو نہیں ہوں کہ میری سزا کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہورہا۔ میں گنہگار ضرور ہوں لیکن میری سزا کی حد مقرر ہونی چاہیے میں مسلمان ہوں کوئی کافر تو نہیں۔

شعر نمبر۔5

کس واسطے عزیز نہیں جانتے مجھے　　　لعل و زَمرُد و زَر و گوہر نہیں ہوں میں

تشریح:

اس غزل کا پانچواں، چھٹا، اور ساتواں شعر ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے۔ غالبؔ نے اس شعر میں سزا اور جزا کا نقتہ.بیان کیا ہے۔ ان کا تعلق محبوب سے بھی ہوسکتا ہے اور بادشاہ سے بھی۔ لیکن اگر اس شعر کو غور سے پڑھا جائے تو اس شعر میں بادشاہ کو ہی مخاطب کیا گیا ہے اور یہاں بادشاہ سے مراد بہادر شاہ ظفر ہے۔ مرزا غالبؔ بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ میری قدر وقیمت فقط اس لیے نہیں ہے کہ میں آپ کے خزانے میں موجود ہیرے جواہرات سونا یا موتی نہیں ہوں۔ بلکہ میں ایک انسان ہوں اور آپ کو ان چیزوں سے محبت نہیں ہے کیونکہ آپ صرف انسانوں سے پیار کرتے ہیں۔ تو آپ مجھ سے پیار کیوں نہیں کرتے۔ کیا میں انسان نہیں ہوں۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ میں بھی ان قیمتی پتھروں جیسا ہوں۔ میری بھی اسی طرح قدر و قیمت کی جائے۔

شعر نمبر۔6

رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ　　　رتبے میں مِہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں

تشریح:

اس شعر میں مرزا غالبؔ بادشاہ کی قوت و طاقت کو.بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے بادشاہ میں جانتا ہوں کہ آپ سورج اور چاند جیسی بڑی چیزوں کو بھی اپنے پیروں تلے روندتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے سورج کی تابانی بھی آپ کے رُعب کے آگے ماند پڑجاتی ہے۔ شاعر اس نقطے میں بادشاہ کو یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ کیا میں ان سب چیزوں سے بھی بدتر ہوں۔ کہ آپ اپنے قدموں کو میری آنکھوں سے بچا رہے ہیں۔شاعر مرزا غالبؔ کہتا ہے کہ میں مجلس میں موجود تمام شاعروں سے بہتر ہوں۔ قدم بوسی بھی اظہار محبت وعقیدت کا ایک مسلمہ انداز ہے۔ یہی جذبہ ہے جس کے تحت مرید اپنے پیر کے پاوں چومتے ہیں۔

شعر نمبر۔7

کرتے ہو مجھ کو منع قدم بوس کس لیے　　　کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں

تشریح:

شاعر اس شعر میں بادشاہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے بادشاہ سلامت آپ کا رُتبہ آسمان کی بلندیوں کو چھُوتا ہے۔ آپ تمام بادشاہوں سے بہتر ہیں۔ آپ کی بادشاہت کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ مرزاغالبؔ کہتے ہیں بادشاہ سلامت میں بھی اپنی شاعری کی دنیا کا بادشاہ ہوں۔ پھر آپ کے ہاں میری قدروقیمت کیوں نہیں ہے۔ جبکہ میں تمام شاعروں سے بہتر ہوں۔ شاعر کہتے ہیں اگر میں تمام شاعروں سے بہتر نہیں ہوں تو کیا میں ان کے برابر بھی نہیں؟شاعر کہتے ہیں کہ میں عزت و شہرت میں آسمان سے کسی بھی طرح کم نہیں ہوں۔ پھر مجھے اس نعمت سے کیوں محروم کیا جارہا ہے۔

شعر نمبر۔8

غالبؔ وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دُعا　　　وہ دن گئے، جو کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

تشریح:

شاعر اس شعر میں اپنے مشکل وقت کے بارے میں.بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری پنشن بند ہونے کے بعد میں مصاب میں گھِر گیا۔ شاعر کہتے ہیں کے میں اس وقت کے بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے محل میں اپنی عرض لے کر گیا اور کہا کہ اے بادشاہ میں آج بھی اسی طرح قیمتی ہوں جیسے پہلے تھا اور اب میرے پاس نوکری نہیں تو میں مصاب میں گھر گیا ہوں۔ لیکن میں آج بھی اس طرح قیمتی ہوں اس پر بادشاہ نے مرزا غالبؔ کو ۵۰ روپے ماہواری پر خاندان تیموریہ لکھنے پر مامور کیا۔ شاعر اپنے آپ سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ اے غالب اب وہ دن گے جب تو کہتا تھا کہ میں کسی محتاج نہیں ہوں۔ غالبؔ اس شعر میں خود کو وظیفہ خور، اور نوکر کہہ کر خود پر طنز کرتا ہے۔ اب لوگ احترام کرتے ہیں کیونکہ قلعہ معلی تک رسائی حاصل ہوگی۔ اس مقطع میں تعلی پائی جاتی ہے۔